منطقِ نعمانی

Nomanic Logic



نعمان نیئر کلاچوی

منطقِ نعمانی

The Nomanic Logic

نعمان نیئر کلاچوی

نام کتابچہ	منطقِ نعمانی
مصنف	نعمان نیئر کلاچوی
ناشر	مرشد پبلی کیشنز، کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خان
پی ڈی ایف ایڈیشن	جون، 2024

تیار کردہ بالخصوص برائے طلباء شہادۃ العالمیہ

Particularly Prepared for BS Honors Students

انتساب

معلمِ اوّل ارسطو

کی نذر

جنہوں نے سب سے پہلے انسان کو بولنے میں عدل کی ترغیب دی

فہرست

☆☆☆☆☆

پیش گفتار

منطق یعنی کیا؟۔ بولنے کی صلاحیت کو عربی زبان میں منطق کہتے ہیں۔ثلاثی مجرد کے باب نطق سے اسمِ صفت منطق بنی جس کے معنی ہیں بولنے کا درست ڈھنگ۔پس اُول فول بولنا منطق نہیں بلکہ عُرف میں قواعد کے مطابق بولنے کا نام منطق ہے۔سب سے پہلے اس علم کی بنیاد معلمِ اوّل ارسطو نے رکھی۔بعد ازاں یہ قواعد مختلف اسلوب سے گزرتے ہوئے آخرکار موجودہ صورتحال تک پہنچ آئے۔منطق کی ایجاد انسانی شعور کی سب سے شاندار اور معجزاتی صلاحیت ثابت ہوئی۔سینکڑوں سال گزر گئے اور اِس دوران قریباً ہر علم کو کسی نہ کسی صورت میں گرہن لگا حتیٰ کہ آج مذاہب کی بھی وہ تعبیرات مروج نہ رہیں جو کسی زمانے میں مقبول تھیں مگر منطق کو کسی بھی دور میں گرہن نہیں لگا۔یہ تب سے اب تک ایک لمحے کیلئے بھی غیر ضروری، بیکار اور بے مقصد نہ رہی اور اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ یہ انسانی مکالمہ کی فیصل یعنی Decisive ہے۔

ہم جب بولتے ہیں تو ہر بار ہماری گفتگو منطقی نہیں ہوتی۔بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات ہم غیر منطقی گفتگو ہی کرتے ہیں لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوتا ہے کہ ہم غیر منطقی گفتگو کر رہے ہیں کیونکہ ہم نے جو اُصول گفتگو کے قائم کر لئے ہیں اور جن کو ہم اور ہمارا مخاطب تسلیم کر چکا ہے چونکہ ہم اُن اُصولوں کی اطاعت نہیں کر رہے ہوتے اِس لئے ہماری گفتگو غیر منطقی بن جاتی ہے۔اب یہ اُصول کیا ہیں اور کیا ہم سب کو اِن اُصولوں کی غیر مشروط اطاعت کرنی چاہئے یا نہیں یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے۔اسے اچھے سے سمجھنا ہوگا۔انسان ماحولیاتی لحاظ سے ایک سماجی حیوان ہے اور یہ بغیر معاشرہ کے اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا اِس کیلئے انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی جیسے دوسرے لوگوں کے

درمیان رہ کر زندگی بسر کرے۔ چنانچہ اب ایسی صورتحال میں انسان کا دوسرے سے کلام تو بہرصورت ہوگا اور پھر انسان نفسیاتی طور چونکہ جھگڑالو بھی ہے اِس لئے جب دو انسانوں کے بیچ مکالمہ ہوگا تو معلوم کیسے ہوگا کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟۔ اِسی بنیادی مجبوری کے پیشِ نظر ہمیں علمِ منطق وضع کرنا پڑا تا کہ نزع کی صورت میں ہم دونوں کسی ایک نتیجہ تک بخیر و عافیت پہنچ سکیں۔ منطق کی اصل مکالمہ ہے چنانچہ جب مکالمہ ہوگا تو جس معیار کا ہم مخاطب کو پابند کرسکتے ہیں وہ منطق ہے اور اگر ہمارا مخاطب منطق کے اُصول تسلیم نہیں کرتا تو ہمارا مکالمہ گفتگو کی بجائے گالی گلوچ اور مار دھاڑ کی صورت اختیار کرلے گا اور پھر جلد یا بدیر ہم دو میں سے کوئی ایک زندگی سے محروم ہو جائے گا۔اب آپ اسی سے اندازہ لگا لیں کہ منطق کس قدر ضروری اور اہم علم ہے۔

بنیادی اور روایتی طور پر منطق کے صرف تین اُصول ہیں جو آپ ابھی تفصیل سے مطالعہ کرلیں گے۔علاوہ ازیں منطقی سہویات ہیں جنہیں ہم عُرف میں منطقی مغالطے کہتے ہیں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ مکالمہ میں کوئی بھی بنیادی منطقی سہو رہ نہ جائے اور کلام میں جس حد تک بھی مغالطہ کی گنجائش موجود ہے سبھی کو ایک ساتھ تفصیل سے بیان کردیا جائے۔ یہ کُل بیس منطقی مغالطے بنتے ہیں جو قریباً تمام انسانی کلام کی غلطیاں پکڑ لیتے ہیں۔پس جب بھی مکالمہ ہوگا اور جہاں کہیں بھی مکالمہ ہوگا منطقی مغالطے کا اِمکان مسترد نہیں کیا جا سکتا۔عموماً ہم اپنی روزہ مرہ کی گفتگو میں دو تین منطقی مغالطوں کو بار بار دہراتے رہتے ہیں اور اسی سے ہمارے کلام کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اگر ہم منطقی مغالطے جان لیتے ہیں تو پھر کیا ہوگا؟۔ اِس کی تفصیل تو آئندہ کے ابواب میں پڑھ لیجیئے گا سرِدست اتنا کہنا ضروری ہے کہ منطقی مغالطے جان لینے سے ہم مخاطب سے جھگڑا، گالی گلوچ اور بالخصوص مار دھاڑ کرنے سے بچ جاتے ہیں۔

یں نے منطق کے اِس تفصیلی علم کو باایں وجہ منطق نعمانی کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے کہ یہ عمومی منطق نہیں ہے۔ اِن میں اُصول اور منطقی مغالطوں کی تعبیر جن کی تفصیل آپ آگے پڑھ لیں گے اور اُردو اصطلاحات میں نے خود وضع کیں اور جن کی ضرورت اس علم کیلئے ویسے ہی ضروری تھی جیسے اِس علم کے روایتی اُصول جاننا ضروری ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جب دو لوگ مکالمہ کریں تو یہ دونوں جس حد تک ممکن ہو سکے منطقی مغالطوں سے خود کو بچا سکیں اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب مکالمہ کار عِلمِ منطق سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ ویسے تو بولنا بھی ایک فن ہے لیکن چونکہ اب ہمیں ہر روز بہت بولنا ہوتا ہے اِس لئے میں اِسے فن بنا کر اِس کی عمومیت اور فطری لطف کو غارت کرنے کے درپے نہیں ہوں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مکالمہ کے دوران منطقی مغالطوں کی یلغار کم ہو تا کہ فکری انتہاء پسندی کا سدِ باب ہو سکے۔ ملک اپنے قیام سے لیکر اب تک صرف غیر ضروری اور منطقی مغالطوں سے پُر گالی گلوچ کا اُکھاڑا ہی بنا ہوا ہے اور ایسے میں اگر عِلمِ منطق سے واجبی سی بھی آگہی ہو جائے تو میرے خیال سے ہم مار دھاڑ اور گالی گلوچ سے پیچھے ہٹ کر صرف بحث و تکرار تک آرام سے آجائیں گے۔ میرے خیال میں فی الحال اتنا ہی بہت ہے کہ ہم مخالف منطق کو تحمل سے سننے کے اہل ہو جائیں۔

ذہن نشین رہے کہ منطق نعمانی کوئی الہامی نوعیت کی شے نہیں ہے کہ اِس میں کسی قسم کے سقم کا اندیشہ نہ ہو بلکہ یہ خالصتاً ایک انسانی کوشش ہے اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے کئی سال مکالمہ کے اُصول و مبادی پر بار بار غور و فکر کرنے کے بعد اِن اُصولوں کی از سرِ نو تعبیر کی ہے۔ یہ اُصول میرے خود کے وضع کردہ نہیں ہیں بلکہ ارسطو سے لیکر مختلف حکماء مختلف زمانوں میں اِن اُصولوں پر اطمینان کرتے آئے ہیں چنانچہ یہ اُصول کم از کم درجے میں اٹل ہیں اور بار بار غور کرنے کے

بعد بھی اِن میں کوئی فنی خرابی ظاہر نہ ہوسکی حتیٰ کہ ہر اُصول کو تحریر کرنے سے پہلے کئی گھنٹوں کے مسلسل غور و فکر کے بعد پرکھا گیا کہ کہیں اِس میں کوئی بنیادی سقم تو نہیں ظاہر ہوتا۔ اب اِس سے زائد تو انسانی دسترس سے باہر کا معاملہ ہے۔ اگر آپ مکالمہ پر یقین رکھتے ہیں تو پھر آپ اِن منطقی اُصولوں سے بے نیاز نہیں ہوسکتے اور واقعہ یہ ہے کہ کوئی بھی شخص جو کسی عقیدہ کا حامل ہے یا نہیں نہ صرف مکالمہ کے دوران منطقی مغالطوں سے بچ سکتا ہے بلکہ چاہے تو اپنے مقدمات کو اِنہی اُصولوں پر پرکھ کر تول لے کہ کہیں مقدمہ تو کسی منطقی مغالطہ پر نہیں قائم کر بیٹھا۔ عموماً ایسے ہوتا ہے کہ ہمارا مقدمہ ہی منطقی مغالطے پر کھڑا ہوتا ہے اور پھر ہم مخاطب کو منطق سے قائل کرنے کی بجائے گالی گلوچ اور مار دھاڑ پر اُتر آتے ہیں۔

علمِ منطق نہ صرف مکالمہ کی بنیادی ضرورت ہے بلکہ یہ علمی بحث کا حتمی معیار بھی ہے تو اِس لئے ہم میں سے کوئی بھی ذی شعور منطق کی ضرورت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ علمِ منطق گفتگو کا نہایت ضروری فن ہے اور اِس فن کی آگہی ایک صاحبِ علم کیلئے فرضِ عین اور کسی بھی فیلڈ کے طالبعلم کیلئے واجب ہے اگر تو ہم چاہتے ہیں کہ ہم معاشرے میں گالی گلوچ اور مار دھاڑ سے محفوظ ہو جائیں۔

نعمان نیئر کلاچوی جون، 2024

☆☆☆☆☆

منطق کی اہمیت اور ضرورت

مکالمہ انسانی معاشرت کا ایک اہم جز ہے۔روزہ مرہ کی زندگی میں ہم دن میں کم ازکم دس بار مکالمہ کا عمل سرانجام دیتے ہیں۔ چنانچہ مکالمے کے بغیر انسانی معاشرت قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ہماری روزہ مرہ کی گفتگو،علم اَدب،مذہب،سیاست،سائنس اور ٹیکنالوجی آخر کونسی ایسی فیلڈ ہے جس میں ہم ہر روز مکالمہ کے عمل سے نہیں گزرتے۔اب جب مکالمہ کی حیثیت مسلم ہوگئی تو ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مکالمہ کس بنیاد پر قائم کیا جائے گا؟ یعنی ہم کیسے معلوم کریں گے کہ ہم درست بول رہے ہیں یا غلط؟۔یعنی ہم کیسے مخاطب کو قائل کریں گے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ نہ صرف درست ہے بلکہ سچ بھی ہے؟۔اب یہیں سے منطق کی اہمیت اور ضرورت پیش آنے لگتی ہے۔

بالفرض اگر ہم مکالمہ کی کوئی بنیاد ہی نہیں رکھتے تو ہم اپنے مخاطب کو کبھی قائل نہیں کر پائیں گے کہ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ درست ہے چنانچہ جلد یا بدیر نوبت گالی گلوچ اور بالآخر مار دھاڑ پر آ کرُ کے گی اور یوں ہم نہ صرف اپنا بلکہ مخاطب کا بھی نقصان کرلیں گے اور اِس پر مستزاد یہ کہ ہمیں احساس بھی نہیں ہوگا کہ ہم تو غلط تھے۔منطق اپنی اصل میں ایک فن ہے اور اِس فن کی ضرورت مکالمے کے سبب سامنے آتی ہے اور مکالمہ کی اہمیت تو ہم بیان کر چکے۔یوں منطق کا فن مکالمہ سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہم درست ڈھنگ سے بولنا سیکھ لیں اور غیر ضروری گالی گلوچ اور مار دھاڑ سے بچ سکیں۔

عموماً ہمارے ہاں منطق کو علمِ آلہ کہا جاتا رہا ہے کہ یہ اصل علم نہیں بلکہ اصل علم تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے جبکہ زمینی حقیقت یہ ہے کہ منطق نہ ہو تو کوئی بھی علم اپنے پیروں پر نہیں کھڑا ہو سکتا۔

مثلاً جب میں انفرادی طور پر یہ طے ہی نہ کر پاؤں کہ سچ کی سَمت کیا ہے تو پھر میں مخاطب کو کس بنیاد پر قائل کروں گا کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہی سچ ہے؟۔علاوہ ازیں دنیا کا کوئی بھی مقدمہ بغیر استدلال کے قائم نہیں کیا جا سکتا اور استدلال بغیر منطق کے ممکن نہیں تو اب بتائیے اصل علم منطق ہے یا وہ علم جو منطق کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے؟۔اب اس سے بڑھ کر بھی منطق کی اہمیت اور ضرورت پر کچھ کہا جا سکتا ہے؟۔

منطق انفرادی طور پر جہاں ایک طرف انسان کو شفاف منظر یعنی Clarity تک لے جاتی ہے تو دوسری طرف مجموعی طور پر عدل کی فضاء قائم کر لیتی ہے تا کہ مکالمہ کے دوران نوبت گالی گلوچ اور مار دھاڑ تک نہ پہنچے۔

☆☆☆☆☆

منطق کا مقصد اور افادیت

منطق کے فن کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ ہم صرف درست بولنا سیکھ لیں۔ ہر کلام اِس قابل نہیں ہوتا کہ اُسے منطقی کلام کہا جائے چنانچہ گالیوں کا تبادلہ بھی ایک کلام ہے۔ چغل خوری اور طعنہ زنی بھی ایک کلام ہے۔ قصہ گوئی بھی ایک کلام ہے۔ حتیٰ کہ یاوہ گوئی بھی ایک کلام ہے۔ لیکن ایسے تمام تر تکلم کو منطقی کلام نہیں کہا جا سکتا۔ منطقی کلام وہ ہے جو استدلال پر مبنی ہو اور استدلال میں بھی منطقی مغالطے نہ پائے جاتے ہوں۔ اب یہ بھی نہایت دلچسپ اَمر ہے کہ ہر منطقی کلام بھی خطائے فکر سے پاک منطقی کلام نہیں ہوتا۔ اکثر ہم دعویٰ کو دلیل بنا لیتے ہیں۔ اکثر و بیشتر ہم منطق کے اُصولوں سے ناشناسی کے باعث غلط استدلال قائم کر لیتے ہیں جسے منطق کی زبان میں منطقی مغالطہ کہا جاتا ہے۔ پس اب ضروری ہے کہ ہم منطقی مغالطوں سے بھی اچھی طرح واقف ہوں بالخصوص جب ہم کوئی علمی بحث کر رہے ہوں۔

علمِ منطق کا مقصد گفتگو کے دوران کلام کو منطقی مغالطوں سے پاک رکھنا جبکہ اس کا فائدہ گالی گلوچ اور مار دھاڑ سے محفوظ ہو جانا ہے۔ نہ صرف اتنا بلکہ منطق کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اِس سے ہمیں فہم کی دولت نصیب ہوتی ہے جس کا نعم البدل ممکن ہی نہیں۔ اب آپ خود اندازہ لگا لیں کہ منطق کس قدر فائدہ مند فن ہے۔

عموماً ہم علمی گفتگو یا مکالمہ کے دوران منطقی مغالطوں کے سبب نہ صرف مخاطب کو کنفیوز کر لیتے ہیں بلکہ بعض اوقات نوبت گالی گلوچ اور بدترین تعصب کی صورت تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ یوں ہم اکثر و بیشتر مخاطب کے حق میں عدل سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ پس ایسی صورت میں منطق کا علم ہمیں ہر

طرح کی فکری مصیبتوں سے نجات دلادیتا ہے اور ہمیں ایک معتبر متکلم بنا دیتا ہے۔میرے خیال میں منطق کا سب سے بڑا افائدہ بلکہ احسان یہ ہے کہ یہ عدل کی فضاء ممکن بنا کر مخاطب کے حق میں ہمیں عادل بنادیتا ہے اور پھر ہم گالی گلوچ اور غیر ضروری تعصب سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں منطق کی افادیت کو ہم فہم کی سہولت سے بھی متعلق کر سکتے ہیں کہ اس کے وسیلے سے ہم فہم کی سہولت حاصل کر لیتے ہیں۔فہم کی سہولت ہر فکر و عمل کی بنیاد ہے کہ اس کے بغیر انسان ایک قدم بھی نہیں اُٹھا سکتا چنانچہ جب تک فہم واقع نہیں ہو جاتا تب تک انسانی کلام محض یاوہ گوئی یعنی بے ترتیب اور بے ربط جملے ہیں۔

☆☆☆☆☆

منطق کے چند بنیادی آلات

میری علمی مجبوری ہے کہ میں اپنے طلبہ و قارئین کے متعلق یہ حُسنِ ظن رکھتا ہوں کہ یہ اُن ضروری علمی و لغوی مباحث سے واقف ہیں جو میں یہاں بیان نہیں کر رہا۔ یہاں پر میں خاص منطق سے متعلق چند ضروری آلات یعنی اصطلاحات بیان کر دیتا ہوں تا کہ خلطِ مبحث پیدا نہ ہو۔

آلہ Tool	ایک خاص فکری و مادی اوزار جس کے وسیلے سے ہم کسی دوسری چیز کو وجود بخشتے ہیں یا پھر اُس میں کمی بیشی کرتے ہیں آلہ کہلاتا ہے۔ مثلاً مقیاس الحرارہ یعنی Thermometer ایک طبی آلہ ہے جس کے ذریعے سے ہم انسانی جسم کا درجہِ حرارت ماپتے ہیں۔ اِسی طرح خیر ایک فکری آلہ ہے جس کے ذریعے سے ہم برائی کی پہچان کرتے ہیں۔
اصطلاح Term	ایک لفظ کے حقیقی معنوں کی بجائے علماء جب اُس لفظ کے کوئی خاص معانی متعین کر دیں تو اِسے اصطلاح کہتے ہیں۔ مثلاً عشق کے لغوی معانی تو پھٹ جانے کے ہیں لیکن روزمرہ کی گفتگو میں ہم اسے بطورِ اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اِس کا مطلب ہوتا ہے کسی دو انسانوں کے درمیان شدید محبت۔

علم Knowledge	علم اپنی اصل میں کسی وجود یا تصور کے متعلق ایک یقینی صورت کو کہتے ہیں جس پر انسان مطمئن ہو جائے۔ علم کے متعلق تفصیلی بحث کیلئے ملاحظہ فرمائیں میرا مقالہ "کیا علم ممکن ہے؟"۔
فہم Compre-henson	کسی فکر یا عمل میں قیامِ فیصل یعنی Dichotomous Position کو فہم یا سمجھ کہتے ہیں۔ مثلاً احمد ایک نیک انسان ہے یعنی احمد بُرا انسان نہیں ہے۔ پس احمد کو بُرائی سے الگ کر لینا فہم ہے۔ علاوہ ازیں فہم یا منطق کے صرف تین اُصول ہیں جنہیں آئندہ صفحات میں الگ سے بیان کر دیا جائے گا۔
عدل Justice	کسی فکر یا عمل کے ایسے قیام کو کہتے ہیں کہ جس میں ایک شخص اپنے مقابل سے کسی بھی لحاظ سے ممیز نہ رہے۔ مثلاً دو لوگ پیروں سے چل کر دفتر جا رہے ہیں تو یہ عدل ہے اور اگر اِن میں سے کوئی ایک سائیکل یا موڑ کار پر دفتر جانے لگے تو یہ عدل کے منافی ہے۔ ذہن نشین رہے کہ یہ عدل کی بہت سادہ اور عام فہم تعبیر ہے۔
عقیدہ Belief	عقیدہ اور علم اپنی اصل میں تو ایک ہی شے ہے لیکن عموماً جو اطمینان مشاہدہ و تجربہ سے حاصل ہو وہ علم اور جو اطمینان نقل اور حکم سے حاصل ہو جائے وہ عقیدہ کہلاتا ہے۔ مثلاً آگ کا جلانا علم ہے اور انبیاء کرام کا مبعوث ہونا نقل جبکہ شراب کی کسی حد تک افادیت کے باوجود اِس سے رُک جانا ایک مذہبی حکم ہے۔

مشاہدہ وتجربہ Observation & Experience	مشاہدہ وتجربہ ایسا خاص اطمینان ہے جو ایک انسان خالصتاً حواسِ خمسہ کی وساطت سے حاصل کرتا ہے۔مثلاً ایک باغ میں اگر دس قسم کے پھول موجود ہیں تو اِن تمام پھولوں میں سے گلاب کے پھول کو پہچان لینا مشاہدہ اور پھر اِس کی خوشبو محسوس کرنا تجربہ ہے۔
نقل Narration	کسی ایسی بات پر اطمینان کر لینا جو صرف سنی گئی ہو اور جس کا مشاہدہ وتجربہ نہ ہوا ہو تو وہ نقل یا خبر کہلاتی ہے۔مثلاً شیطان کا وجود جو ہمارے مشاہدہ و تجربہ میں نہیں آیا لیکن نقل یا خبر کے وسیلے سے ہم اِسے مان لیتے ہیں۔
حکم Ordinance	کسی فکر یا عمل کو محض اپنے اُوپر لازم قرار دے لینا حکم کہلاتا ہے۔مثلاً ایک عام ریاستی حکم ہے کہ جب ٹریفک سگنل پر لال بتی آن ہو جائے تو آپ فوری رُک جائیں۔
تنقید Criticism	کسی فکر یا عمل کی بنیاد کو منطق کے وسیلے سے پرکھنا تنقید کہلاتی ہے۔مثلاً زید سگریٹ پیتا ہے لیکن اُس کی صحت نہیں بگڑی تو اب اِس کا یہ مطلب نہیں کہ سگریٹ کے جو نقصان مجرب ہیں وہ زائل ہو گئے۔
تشکیک Scepticism	کسی فکر یا عمل پر سے اطمینان کا زائل ہو جانا تشکیک کہلاتی ہے۔مثلاً مجھے اب لگتا ہے کہ شاید زید مجھ سے ناراض ہے تبھی میرے گھر نہیں آ رہا۔
تشبیہ Simile	کسی ایک فکر یا عمل کو کسی دوسری فکر یا عمل کی جوہری صفات سے متعلق کر دینا تشبیہ کہلاتی ہے۔مثلاً عمر کے بال ریشم جیسے نرم اور نفیس ہیں۔

استعارہ Metaphor	کسی ایک فکر یا عمل کی جوہری صفات کو کسی دوسری فکر یا عمل کیلئے کلیتاً اُدھار لے لینا استعارہ کہلاتا ہے۔ مثلاً حیدر تو میرا شیر پُتر ہے۔
نسبت Proportion	کسی ایک فکر یا عمل کو کسی دوسری فکر یا عمل سے متعلق کر دینا نسبت کہلاتا ہے۔ مثلاً زید ہمیشہ تمیز سے بات کرتا ہے۔
قیاس Analogy	تشبیہ کو منطقی اور مذہبی مباحث میں قیاس کہا جاتا ہے۔ مثلاً شراب میں چونکہ نشہ ہوتا ہے اور نشہ اسلام میں حرام ہے اِس لئے چرس بھی اسلام میں حرام ہے کیونکہ چرس میں بھی نشہ آور صفات ہوتی ہیں۔
قیاس مع الفارق Incorrect Analogy	ایسی تشبیہ جو دو افکار و اعمال میں مناسبت کا فقدان رکھتی ہو قیاس مع الفارق کہلاتی ہے۔ مثلاً میرا بیٹا ہاتھی جیسا تیز بھاگتا ہے جبکہ ہاتھی کی صفت اُس کا جُثہ یعنی جسم ہے نہ کہ تیز رفتاری۔ چنانچہ درست قیاس یہ ہے کہ میرا بیٹا گھوڑے جیسا تیز بھاگتا ہے۔
مقدمہ Premise	کسی فکر یا عمل کو بیان کرنا مقدمہ کہلاتا ہے۔ مثلاً چغل خوری ایک بُری عادت ہے۔
استدلال Inference	کسی فکر یا عمل کو منطقی اُصولوں کی بنیاد پر بیان کرنا استدلال کہلاتا ہے۔ مثلاً کسی کو گالی دینا اخلاقی جرم ہے کیونکہ اِس سے دوسرے کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے اور اگر کوئی یہی رویہ ہمارے ساتھ اپنائے تو ہماری بھی عزتِ نفس مجروح ہوگی۔ اِس لئے گالی دینا اخلاقی جرم ہے۔

ماحصل Conclusion	کسی فکر یا عمل کے منطقی نتائج کو ماحصل کہتے ہیں۔مثلاً زید کا گلا خراب ہونا لازمی اَمر تھا کیونکہ وہ منع کرنے کے باوجود بھی کھٹاس سے پرہیز نہیں کررہا تھا۔
منطق صحیحہ Coherent Logic	ایسا مقدمہ جس کا استدلال منطقی مغالطوں سے پاک ہو۔ مقدمہ : مثلاً کسی کا دل دُکھانا بُرا عمل ہے۔ استدلال : کیونکہ اگر کوئی میرا دل دکھائے تو مجھے بھی بُرا لگتا ہے۔
منطق سہویہ Incoherent Logic	ایسا مقدمہ جس کا استدلال ایک منطقی مغالطے پر مبنی ہو۔ مقدمہ : مثلاً زید ایک بہت قابل ڈاکٹر ہے۔ استدلال : کیونکہ زید نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بہت قابل ڈاکٹر ہے۔ اب اس استدلال میں ایک منطقی مغالطہ ہے جسے مصادرہ علی المطلوب کہتے ہیں یعنی متکلم دعویٰ کی کوئی دلیل دیتا دعویٰ کو ہی دلیل بنا دیا۔
شفاف منظر Clarity	شفاف منظر ایک منطقی اصطلاح ہے جس کے معانی ہیں کسی فکر یا عمل کے متعلق اطمینان کا حاصل ہوجانا کہ یہی درست ہے۔مثلاً زید مجرد زندگی میں بہت خوش ہے کیونکہ وہ ایک شادی شدہ زندگی کے جوکھم اُٹھانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔
سلیٹی منظر Confusion	سلیٹی منظر ایک منطقی اصطلاح ہے جس کے معانی ہیں کسی فکر یا عمل کے متعلق اُلجھن کا شکار ہوجانا کہ درست کیا ہوگا۔مثلاً گھر میں بیوی بچوں کو اکیلا چھوڑ کر علی کا باہر جانا ٹھیک ہوگا یا غلط؟۔

استقرائی منطق Inductive Logic	استقرائی منطق دراصل استدلال کا وہ طریق ہے جس میں جزء سے کُل کا رُخ کیا جاتا ہے۔عموماً اس کی بنیاد مشاہدہ وتجربہ پر مبنی ہوتی ہے۔مثلاً ہم نے دیکھا کہ پاکستانی کوا کالے رنگ کا ہے تو کیا چائنہ کا کوا بھی کالے رنگ کا ہے؟۔اگر چائنہ کا کوا بھی کالے رنگ کا ہے تو پھر انگلینڈ کے کوے کا بھی مشاہدہ کرنا ہوگا کہ وہ کونسے رنگ کا ہے۔اگر وہ بھی کالے رنگ کا ہے تو پھر ہم یہ اطمینان کرلیں گے کہ تمام کوے کالے رنگ کے ہی ہوتے ہیں۔
استخراجی منطق Deductive Logic	استخراجی منطق دراصل استدلال کا وہ طریق ہے جس میں کُل سے جُز کا رُخ کیا جاتا ہے۔مثلاً ہم نے اطمینان حاصل کرلیا کہ انسان فانی ہے۔زید ایک انسان ہے۔عمر اور احمد بھی انسان ہیں گویا زید،عمر اور احمد تینوں فانی ہیں۔

☆☆☆☆☆

منطق کے تین بنیادی اُصول

جیسا کہ عرض کر چکا کہ منطق کا سب سے بڑا فائدہ دراصل سہولتِ فہم ہے کہ اِس کی وساطت سے ہم فہم سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔فہم یعنی کیا؟۔ایک دوسرے سے قطعی جدا دو ایسے رستے جن میں سے ایک وقت میں کسی ایک رستے پر چلنا منطق کی اصطلاح میں فہم یا سمجھ کہلاتا ہے۔ یہ فہم کی سب سے سادہ اور آسان تعریف ہے۔پس اسی کو شفاف منظر یعنی Clarity بھی کہا جاتا ہے۔منطق کے کُل تین بنیادی اُصول ہیں۔ یہ اُصول یونانی حکماء نے وضع کئے تھے تاکہ مکالمہ کے دوران فریقین کی فہم تک رسائی ممکن ہو سکے۔گویا یہ خالصتاً انسانی کوشش ہے اور اِس میں خطاء ونسیان کا اندیشہ موجود ہے لیکن بار بار کی تنقیح اور پڑتال کے بعد بھی یہ اُصول ذرا بھر بھی متاثر نہ ہو سکے اور یہی اِن اُصولوں کا بنیادی اعجاز ہے۔

انسان چونکہ سماجی حیوان ہے تو سماج سے الگ تو نہیں ہوسکتا۔سماج میں رہتا ہے تو پھر مکالمہ کی ضرورت بھی پڑے گی۔مکالمہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو پھر مکالمہ کا کسی نتیجہ پر پہنچنا بھی ضروری ٹھہرا۔پس یہ نتیجہ فہم ہے۔ یوں خود ہی مسئلہ گھوم پھر کر فہم تک پہنچ جاتا ہے۔یعنی اصل مسئلہ فہم ہے اور یہ منطق کے بغیر ممکن نہیں اور منطق کس بنیاد پر کھڑی ہے یہاں سے منطق کے اُصول کام میں لائے جاتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ کیا منطق کے یہ تین بنیادی اُصول بدلے بھی جا سکتے ہیں؟۔قطعاً نہیں۔ اگر منطق کے یہ تین بنیادی اُصول بدل دیں یا اِن کی اطاعت سے دستبردار ہو جائیں تو فہم غارت ہو جاتا ہے۔فہم کے مقابلے میں سلیٹی منظر یعنی Confusion ہے جس کے سبب ہم مکالمہ، مباحثہ، مذاکرہ، مجادلہ، مناقشہ اور مناظرہ یعنی ہر نوعیت کے کلام سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

منطق کے فن کو علمِ آلہ کہہ کر ہم نے اِس کی اہمیت کم کرنے کی کوشش تو ضرور کر لی لیکن جہاں کہیں آزاد مکالمہ کی ضرورت پیش آئی اِسی منطق کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ پس ذہن نشین رہے کہ منطق ہر قسم کے علوم پر حاکم و فیصل ہے اور اِس کے بغیر ہم مخاطب کو کبھی بھی کسی علمی میدان میں ایک ساتھ علمی جدل کی دعوت نہیں دے سکتے۔ ہم سب انسان کسی نہ کسی عقیدہ کے حامل ہوتے ہیں اور اِس کے علاوہ چارہ نہیں تو ایسے میں جب عقائد کا تصادم ہوتا ہے تو ہمارے پاس منطق کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا کہ جس پر چل کر ہم عدل کو ممکن بنا سکیں۔ ہر علم منطق کے فن کا محتاج ہے لیکن منطق کسی علم یا فن کی محتاج نہیں کیونکہ یہ فیصل یعنی Decisive ہے۔

بعض علوم تو ایسے ہیں کہ فی نفسہٖ منطق کے آلات پر کھڑے ہیں جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کا فہمِ دین یعنی فقہِ حنفی جو ایک منطقی آلہ" قیاس" کی بنیاد پر کھڑا کیا گیا ہے۔ قیاس کی تعریف ہم بیان کر آئے ہیں۔ اِسی طرح ایک معروف عقلی اسلامی مسلک معتزلہ کی" توحید" بھی منطق کے اُصولوں پر کھڑی ہے۔

بالکل ایسے ہی جدید الحاد بھی اپنا مقدمہ منطق کی بنیاد پر قائم کرتا ہے۔ گویا ہم دیکھ رہے ہیں کہ قریباً ہر نظری علم کو منطق کی ضرورت پڑتی ہے حتیٰ کہ منقولات کی چھان پھٹک کے وقت بھی منطقی آلہ عدل جسے محدثین کی اصطلاح میں" جرح وتعدیل" کہا جاتا ہے کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جرح یعنی تنقید اور تعدیل یعنی عدل اور اِن دونوں آلات کی تعریف ہم بیان کر چکے ہیں۔ منطق کی اس تفصیلی وضاحت کے بعد اب ہم اس کے تین بنیادی اُصول بیان کرتے ہیں۔ اُصول بیان کرنے سے قبل ایک ضروری نکتہ ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہے کہ منطق کے یہ بنیادی اُصول غیر متبدل اور اَٹل ہیں پس اِن میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یا ردّ و بدل نہیں کیا جا سکتا۔

پہلا اُصول

اُصولِ شناخت Principle of Identity

کسی فکر یا وجود کی شناخت دراصل منطق کا پہلا اُصول ہے۔شناخت کا تعین فردِ واحد کے وسیلے ہو یا کسی خاص گروہ کی وساطت سے ہر دو صورتوں میں جب تعین مسلّم ہو جائے یعنی مان لیا جائے تو وہ شناخت اُس فکر یا وجود کی ذاتی ملکیت بن جاتی ہے۔مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ احمد کے ہاتھ میں سمارٹ فون ہے تو اب اِس سے مراد یہ ہے کہ احمد کے ہاتھ میں کسی موبائل کمپنی کا ایک ٹچ موبائل فون ہے۔اِس سے ثابت ہوا کہ احمد کے ہاتھ میں نہ تو فیچر فون یعنی بٹن والا موبائل فون اور نہ ہی ٹیلی فون ہے کیونکہ سمارٹ فون ہم ایک ایسے موبائل فون کو کہتے ہیں جس میں ایک ڈسپلے سکرین ہو اور جو ٹچ کرنے یعنی ہاتھ سے چھونے کے ذریعے سے آپریٹ ہوتا ہو۔چنانچہ کسی فکر یا وجود کی یہ شناخت مکالمہ کا پہلا اُصول ہے کہ جس فکر یا وجود پر ہم بات کر رہے ہوں اُس کی شناخت مسلّم ہو ورنہ گفتگو ممکن نہیں۔اِس کو بدیہہ بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دوسرا اُصول

اُصولِ منہا از تضادِ داخلیہ

Principle of Non-Contradiction

کوئی فکر یا وجود دو باہم متضاد جوہری صفات سے پاک ہو۔ اگر ہم کسی فکر یا وجود میں دو باہم متضاد جوہری صفات کا اِمکان تسلیم کرلیں تو مکالمہ غارت ہو جائے گا۔ مثلاً احمد زید سے لڑ رہا ہے کیونکہ زید جھوٹ بول رہا ہے یعنی اگر زید سچ بولتا تو احمد زید سے کبھی لڑائی نہ کرتا۔ گویا زید جھوٹا ہے اور یہی لڑائی کا سبب ہے۔ اب اگر کوئی ثالث یہ ثابت کر دے کہ زید سچا ہے تو بھی لڑائی رفع ہو جائے گی۔ مقصد صرف یہ ہے کہ زید کا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ اب ملاحظہ ہو کہ اگر ہم منطق کے اِس بنیادی اُصول کو بائی پاس کر دیں تو پھر کیا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ثالث احمد کو سمجھانے لگے کہ دیکھو زید جھوٹا ہے لیکن زید سچا بھی ہے تو بتائیے احمد اب کیا سمجھے گا؟۔ احمد کچھ نہیں سمجھ پائے گا کہ وہ اب کیا کرے کیونکہ ثالث محترم نے احمد کا فہم ہی غارت کر دیا۔ بالآخر یہ ہوسکتا ہے احمد اپنے مقدمہ سے دستبردار ہو کر زید کو سچا مان لے۔ علاوہ ازیں کیا صورت ہے؟۔ کوئی صورت نہیں۔

پس منطق کے اِس بنیادی اُصول کو رد کر دینے سے انسانی فہم ایک سلیٹی منظر میں گھس جاتا ہے جہاں پر انسان ایک شدید ذہنی اذیت کے علاوہ کوئی راہ نہیں پاتا۔ یہی وجہ ہے کہ منطق کے یہ تین بنیادی اُصول صدیوں سے قائم چلے آرہے ہیں لیکن کبھی اِن میں کوئی جھول پیدا نہ ہوسکا کیونکہ یہ غیر متزلزل قوانین ہیں جنہیں متاثر کر کے ہم فہم کی چار دیواری سے نکل کر دیوانگی کے لامحدود احاطے

میں پہنچ جاتے ہیں۔پس انسانی شعور کا کوئی فائدہ ہی نہیں اگر انسان دیوانگی کے احاطے میں گھس جائے۔ پاگل پن سے نجات ہی انسانی شعور کا کمال ہے ورنہ انسان کب کا اپنے آپ کو معدوم کر چکا ہوتا۔منطق کا یہ دوسرا بنیادی اُصول ہمیں عدل کے قریب لے جاتا ہے اور پھر تیسرا اُصول ہمیں ممکنہ عدل کی چار دیواری میں لے آتا ہے۔پس یاد رہے کہ جب بھی منطق کا یہ دوسرا بنیادی اُصول غارت کیا جائے گا اُسی لمحے فہم بھی غارت ہو جائے گا اور جب فہم غارت ہو جائے گا تو انسان کے پاس عدل قائم کرنے کا کوئی دوسرا وسیلہ موجود نہیں رہے گا۔ملاحظہ ہو تیسرا اور آخری بنیادی اُصول۔

☆☆☆☆☆

تیسرا اُصول

اُصولِ منہا از ما بینیہ

Principle of Excluded Middle

منطق کا یہ تیسرا بنیادی اُصول کہتا ہے کہ کسی بھی فکر یا عمل کی نسبت کو ایک ہی وقت میں دو باہم متضاد جوہری صفات سے منسوب نہیں کر سکتے۔ مثلاً آپ ایسا نہیں کہہ سکتے کہ نوشیروان ایک عادل بادشاہ تھا کیونکہ وہ اپنی عوام پر بہت ظلم کرتا تھا۔ بادشاہ نوشیروان کو جب ایک وقت میں ایک بار عدل کی نسبت سے منسوب کر دیا تو اب اُسے عدل کی منافی نسبت یعنی ظلم سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسا کریں گے تو سہولتِ فہم غارت ہو جائے گی اور مکالمہ سلیٹی منظر میں پہنچ جائے گا۔ اب آپ خود غور کر لیں کہ منطق کتنی بڑی نعمت ہے انسانی شعور کیلئے جو ایک ہی لمحے میں انسان کو سلیٹی منظر سے باہر نکال کر فکری آسائش مہیا کر دیتی ہے۔

منطق کا یہ تیسرا اُصول ہمیں یہ سہولت دیتا ہے کہ ہم کسی فکر یا عمل کا نہ صرف فہم حاصل کر لیں بلکہ ایک خاص حد تک اُس کی نسبت کی تحدید بھی کر دیں تا کہ وہ محدود فکر یا عمل کسی دوسری فکر یا عمل کے انتسابی احاطے میں نہ جا گھسے۔ دراصل منطق کی یہ تین بنیادیں ہیں جو ہمیں ہر علم کی جانچ پرکھ کے وقت کام آتی ہیں اور آج تک اِن میں کوئی جھول پیدا نہ ہو سکا۔ چنانچہ جب کبھی ہم نے منطق کے اِن تین بنیادی اصولوں کو بائی پاس کیا ہم سیدھا سلیٹی منظر میں جا گھسے جس کے آگے پھر دیوانگی کے لامحدود احاطے کے علاوہ کچھ نہیں رکھا۔

اِسی کو منطق کی اصطلاح میں فکری گمراہی کہا جاتا ہے یعنی منطق ہدایتِ شعور ہے۔ ہدایتِ عقل اور سہولتِ فہم ہے۔ مذہب ہو فلسفہ ہو، سائنس ہو، تشکیک ہو، الحاد و دہریت ہو یا ہو پھر لاادریت بہرصورت منطق ہمیں ہر شعبہِ علم میں ایک شفاف ذہنی راستہ دکھاتی ہے جس پر چل کر ہم عدل کے قریب تر ہو جاتے ہیں۔ یہ احسان کیا کم ہے منطق کا؟ غور کریں۔

☆☆☆☆☆

منطقی مغالطے

منطق کے تین بنیادی اُصولوں کی اطاعت کرتے ہوئے میں نے یہاں پر کُل بیس منطقی مغالطے تفصیلاً بیان کر دیئے ہیں۔ یہ بیس منطقی مغالطے ایسے ہیں کہ یہ ہماری روزہ مرہ اور خاص علمی گفتگو کا نوّے فیصد حصہ سمیٹ لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے علاوہ بھی کوئی ایسی علمی بحث واقع ہو جس میں کوئی نیا منطقی نزع پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں ہمیں منطق کے اِنہی تین بنیادی اُصولوں کی اطاعت کرتے ہوئے طے کرنا ہوگا کہ آیا مخاطبین میں سے کس کا مقدمہ منطقی مغالطہ پر مبنی ہے۔ لیکن میرے خیال سے اِس کی ضرورت اِس لئے نہیں پڑے گی کہ جو کوئی بھی اِن بیس مغالطوں کو اچھے سے اَزبر کرلے گا تو وہ عام گفتگو اور خاص علمی بحث میں قریباً ہر نوعیت کے منطقی مغالطوں سے نجات حاصل کرلے گا۔ عموماً ہمارے مکالمے منطقی مغالطوں پر مبنی ہوتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہمیں اِس کی خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ہماری پوری زندگی منطقی مغالطوں کی اطاعت کرتے گزر جاتی ہے اور مرتے دم تک ہم یہ نہیں جان پاتے کہ عمر بھر ہم جس عقیدہ یا نظریہ یا فکر کو سنبھال کر اُس کی اطاعت میں لگے ہوئے تھے وہ تو محض ایک منطقی مغالطہ تھا۔

زندگی میں انفرادی اور اجتماعی طور پر انسان کی ضروریات صرف روٹی کپڑا اور مکان تک محدود نہیں ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ انسان کو اِن سب کے علاوہ ایک گہرا ذہنی سکون بھی چاہیئے ہوتا ہے جو فہم کے علاوہ کسی صورت ممکن نہیں۔ ہم میں سے جو مطلق لاعلم ہوتے ہیں وہ بھی اپنے تئیں منطق کی اطاعت کر رہے ہوتے ہیں گو کہ وہ فرق نہیں کر پاتے کہ اُن کی سمجھ ایک منطقی مغالطہ ہے۔ چنانچہ فہم کے بغیر ایک باشعور انسان کسی طور گزارا نہیں کر سکتا۔

زندگی میں انسان کو سوطرح کے مسائل درپیش ہوتے ہیں اور یہ مسائل صرف حکماء اور دانشوروں کو نہیں ستاتے بلکہ ایک عام آدمی بھی زندگی کی گوناگوں اُلجھنوں میں ایک شفاف منظر یعنی Clarity کا خواہاں ہوتا ہے۔بس فرق اتنا ہے کہ ایک دانشور اپنی غلطیوں کا محاکمہ کرسکتا ہے اور ایک لاعلم اِس قابلیت سے محروم ہوتا ہے۔اب ایک دانشور کا تفہیمی اطمینان ایک لاعلم کے تفہیمی اطمینان سے کس قدر مختلف ہوتا ہے اِس کی خبر بھی صرف ایک دانشور کو ہو سکتی ہے۔زندگی کے تمام مسائل صرف جذبات سے حل نہیں ہوتے بلکہ جذبات کے اظہار کے ساتھ ساتھ انسان آسائشِ فہم کا بھی محتاج ہے تا کہ وہ اپنی فکر اور عمل کو درست سَمت میں لگا سکے۔اب اِسی فہم کا غلط ہو جانا دراصل منطق کی اصطلاح میں منطقی مغالطہ کہلاتا ہے۔ملاحظہ ہوں بیس معروف اور عام منطقی مغالطے۔

☆☆☆☆☆

پہلا مغالطہ

The First Fallacy

مغالطہ دیوانی بطورِ استدلال

Divine Fallacy

علم المنطق میں یہ ایک زبردست منطقی مغالطہ ہے لیکن چونکہ اس کی حیثیت مغالطہ سے زیادہ ایک مسلّمہ کے معروف ہو چکی ہے اس لئے یہ زبردست منطقی مغالطہ عموماً مغالطہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ایک شخص لاعلمی کی بنیاد پر ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر دلیل پیش کرنے کی بجائے سیدھا مسلّمہ کی طرف چھلانگ لگا لیتا ہے۔ چنانچہ اِس منطقی چھلانگ کو مغالطہ دیوانی بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ دراصل میں نہیں جانتا کہ یہ خوبصورت عمارت کس نے بنائی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ ضرور ترکی کے کسی انجینئر نے بنائی ہو گی۔ پس زید لاعلمی پر قائم اپنے مقدمہ کو استدلال کی بجائے ایک اندازہ کے سپرد کر دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسرا مغالطہ

The Second Fallacy

مغالطہ تنقید علی المصادر بطورِ استدلال

Genetic Fallacy

یہ ایک بہت ہی عام منطقی مغالطہ ہے بلکہ اگر اسے ایک مغالطہ کی بجائے مسلّمہ کہہ دیں تو بے جانہ ہوگا۔ ہر خاص و عام گفتگو کے دوران کسی نہ کسی وقت یہ مغالطہ ضرور بطورِ استدلال پیش کرتا ہے۔ ایک شخص ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر اپنے ہی مقدمہ کے مصادر پر تنقید شروع کرکے اُسے دلیل بنالیتا ہے۔ یوں وہ مغالطہ تنقید علی المصادر بطورِ استدلال کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ مغالطہ چونکہ بہت عام ہے اس لئے اس کی خبر عامی تو ایک طرف خود علماء کو بھی نہیں رہتی۔ مثلاً زید نے ایک مقدمہ قائم کیا کہ سمیرا سے شادی کرنا ٹھیک عمل نہیں ہے پھر دلیل کے طور پر سمیرا کے خاندانی پسِ منظر کو پیش کر دیا کہ سمیرا کے والد اور بھائی نشہ فروش تھے اس لئے سمیرا سے رشتہ کرنا درست نہیں۔ حالانکہ سمیرا کی ذات کو انفرادی و اخلاقی طور پر کسی بھی دوسرے انسان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا حتیٰ کہ وہ اس کا والد یا بھائی کیوں نہ ہو۔ بہرحال افسوس کی بات ہے کہ ایسے انتہائی لچر منطقی مغالطے کو ہم مسلّمہ کی حیثیت دے چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تیسرا مغالطہ

The Third Fallacy

مغالطہ مصادرہ علی المطلوب

Begging the Question Fallacy

ایک بہت عام اور رسمی منطقی مغالطہ جس کا استعمال عموماً بڑے دھڑلے سے مکالمہ کار کرتے رہتے ہیں۔مصادرہ علی المطلوب یعنی مدعی مقدمہ قائم کر کے مقدمہ ہی کو استدلال بنالیتا ہے۔ یعنی سادہ الفاظ میں دعویٰ کو دلیل بنالینا مصادرہ علی المطلوب ہے۔مثلاً زید نے کہا کہ احمد ایک قابل انسان ہے پھر جب زید سے دلیل طلب کی گئی کہ احمد کس استدلال کی بنیاد پر قابل انسان ہے تو زید نے کہا کہ یہ بات مجھے احمد نے کہی کہ وہ قابل انسان ہے اِس لئے احمد قابل انسان ہے۔اس گفتگو میں زید نے ایک مقدمہِ خبریہ قائم کیا کہ احمد ایک قابل انسان ہے جبکہ استدلال دینے کی بجائے مقدمہ ہی کو گھما کر دلیل بنا دیا۔اسی منطقی مغالطہ کو ایک دوسری اصطلاح میں دائروی منطق یعنی Circular Reasoning بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھا مغالطہ

The Fourth Fallacy

مغالطہ شخصیت بطورِ استدلال Appeal to Authority Fallacy
یہ مغالطہ بھی بہت عام ہے۔عموماً لوگ گفتگو کے دوران اپنا مقدمہ اسی مغالطہ پر قائم کر لیتے ہیں۔مغالطہ شخصیت بطورِ استدلال سے مراد ایسا کلام ہے کہ جس میں آزادانہ استدلال قائم کرنے کی بجائے کسی شخصیت کو بطورِ استدلال پیش کر دیا جائے۔مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ سگریٹ پینے سے صحت پر بُرا اثر نہیں پڑتا۔جب دلیل طلب کی گئی تو زید نے کہا مجھے یہ بات احمد نے کہی تھی۔یعنی زید کا احمد کی شخصیت کو بطورِ استدلال پیش کرنا منطقی مغالطہ ہے۔

☆☆☆☆☆

پانچواں مغالطہ

The Fifth Fallacy

مغالطہ جذبات بطورِ استدلال

Appeal to Emotions Fallacy

عام گفتگو میں یہ ایک بہت رسمی منطقی مغالطہ ہے اور عموماً لوگ اسے پیش بھی کرتے ہیں اور اِس پر بھروسہ بھی کر لیتے ہیں لیکن منطق کی دنیا میں یہ محض ایک مغالطہ ہے۔کومل نے مقدمہ قائم کیا کہ ہر عورت بہت معصوم ہوتی ہے۔کومل سے جب دلیل طلب کی گئی تو کومل نے کہا کہ دیکھو صدیوں سے عورت سماجی دباؤ کا شکار رہی ہے۔مرد نے ابتداء ہی سے اِس پر ظلم کئے۔کہیں اِسے بیچا تو کہیں اِسے لونڈی بنا کر اِس کی عزتِ نفس سے کھلواڑ کرتا رہا۔بیماری کے مواقع پر اس کا علاج نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ یہ بیچاری بے موت مر جاتی ہے۔

کومل نے جو مقدمہ پیش کیا اُس کی دلیل دینے کی بجائے کومل نے عورت کے سماجی دکھ بیان کر دیئے حالانکہ کسی کے دکھ بجا بھی ہو سکتے ہیں مگر منطق کی دنیا میں معیار استدلال ہے نہ کہ جذبات۔پس یہیں سے یہ گفتگو منطقی مغالطہ بن گئی۔

☆☆☆☆☆

چھٹا مغالطہ

The Sixth Fallacy

مغالطہ جہل بطورِ استدلال

Appeal to Ignorance Fallacy

یہ بھی ایک عام منطقی مغالطہ ہے جسے ہم مقدمات قائم کرنے کے بعد پیش کرتے رہتے ہیں۔ مقدمہ قائم کرکے پھر اپنی لاعلمی کو بطورِ استدلال پیش کرنا مغالطہ جہل بطورِ استدلال کہلاتا ہے۔ مثلاً زید نے کہا ہوا موجود نہیں ہے۔ جب زید سے دلیل طلب کی گئی تو زید نے کہا کہ چونکہ ہوا کا وجود ثابت نہیں کیا جاسکتا اِس لئے سرے سے اِس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ کسی چیز کا وجود ثابت نہ کرپانا اُس چیز کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی پس لاعلمی کو استدلال بنانا منطقی مغالطہ ہے۔

☆☆☆☆☆

ساتواں مغالطہ

The Seventh Fallacy

مغالطہ تعلق غیر یہ بطورِ استدلال

False Attribution Fallacy

ایک بہت ہی عام منطقی مغالطہ ہے۔عموماً ہم گفتگو کے دوران مقدمات قائم کر کے مغالطہ تعلق غیر یہ کی طرف نکل پڑتے ہیں۔مقدمہ قائم کرنے کے بعد دلیل کی بجائے کسی دوسرے مقدمہ کو بطورِ دلیل بنا لینا مغالطہ تعلق غیر یہ کہلاتا ہے۔مثلاً زید نے مقدمہ کیا کہ پاکستانی کرکٹ ٹیم کی کارکردگی ناقص ہے۔چنانچہ جب زید سے دلیل طلب کی گئی تو زید نے کہا کہ چونکہ کھلاڑی تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں اِس لئے وہ ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔غور کریں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دلیل فی نفسہٖ ایک دوسرا مقدمہ ہے نہ کہ دلیل۔پس مقدمہ کو استدلال پر قائم کرنے کی بجائے اِسے کسی دوسرے مقدمہ سے متعلق کر دینا مغالطہ تعلق غیر یہ بطورِ استدلال ہے۔

☆☆☆☆☆

آٹھواں مغالطہ

The Eighth Fallacy

مغالطہ تنقیدِ ذات بطورِ استدلال

Ad Hominem Fallacy

بہت عام مغالطہ ہے اور اکثر لوگ گفتگو کے دوران مزے لے لے کر اس مغالطہ کو بطورِ استدلال بیان کرتے رہتے ہیں۔ مقدمہ قائم کرنے کے بعد دلیل دینے کی بجائے کسی کی ذات پر تنقید کرنا مغالطہ تنقیدِ ذات بطورِ استدلال کہلاتا ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ مذہب عقلیت کا مخالف ہے۔ دلیل طلب کرنے پر زید نے کہا کہ دیکھو امام غزالی نے اپنی کتب میں جا بجا عقلیت کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ جو عقل کی پیروی کرے گا وہ شیطان کا پیروکار ہے جبکہ امام غزالی اپنا سارا علمی کام عقلیت کی بنیاد پر کھڑا ہے مگر دوسروں کو وہ عقل مخالف سرگرمیوں کی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ متکلم مقدمہ قائم کرنے کے بعد بجائے دلیل دیتا سیدھا امام غزالی کی شخصیت پر تنقید کرنے بیٹھ گیا۔ پس اسی کو مغالطہ تنقیدِ ذات بطورِ استدلال کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

نوّاں مغالطہ

The Ninth Fallacy

مغالطہ سلوکِ شخصے بطورِ استدلال

Bandwagon Fallacy

ایک عام منطقی مغالطہ جسے ہم مقدمہ قائم کرنے کے بعد بطورِ استدلال پیش کرتے رہتے ہیں۔ مقدمہ قائم کرنے کے بعد دلیل دینے کی بجائے کسی شخص کے ذاتی عمل کو بطورِ استدلال پیش کرنا مغالطہ سلوکِ شخصے بطورِ استدلال کہلاتا ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ مجھے سمارٹ فون لینا ہے جب دلیل طلب کی گئی تو زید نے کہا کہ چونکہ احمد نے سمارٹ فون لیا ہے اِس لئے مجھے بھی لینا ہے۔ منطق کی دنیا میں کسی بھی انسان کا ذاتی عمل استدلال کی حیثیت نہیں رکھتا فلہٰذا احمد کا فون لینا زید کیلئے فون لینے کی دلیل نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

دسواں مغالطہ

The Tenth Fallacy

مغالطہ قول ذاتی بطورِ استدلال

Anecdotal Fallacy

ایک بہت عام منطقی مغالطہ جسے عموماً لوگ گفتگو کے دوران بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں۔ ایک شخص ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر کسی خاص شخصیت کے ذاتی اقوال کو بطورِ استدلال پیش کر دیتا ہے۔ یہ اِس قدر عام منطقی مغالطہ ہے کہ ہماری روزہ مرہ کی گفتگو میں ہم اِسے متعدد بار بطورِ استدلال پیش کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً زید نے ایک مقدمہ قائم کیا کہ چاند پر ایک بُڑھیا چرخہ کات رہی ہے۔ مخاطب نے جب دلیل طلب کی تو زید کہنے لگا کہ یہ بات مجھے میری دادی صاحبہ نے بتائی تھی۔ پس ایسی منقول کہانی کو مغالطہ قول ذاتی بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

گیارہواں مغالطہ

The Eleventh Fallacy

مغالطہ بیان خود ساختہ بطورِ استدلال

Straw Man Fallacy

بہت عام سا منطقی مغالطہ جس کے سبب عموماً جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص مقدمہ مع استدلال قائم کرتا لیتا ہے تو اِس سے پہلے کہ دوسرا شخص پہلے شخص کے استدلال کو پرکھے پہلا شخص اپنا مؤقف بطورِ استدلال برائے دوسرا شخص بیان کرنے لگتا ہے۔ یعنی کسی کے منہ میں اپنی بات رکھنا اس منطقی مغالطہ کی صحیح تعبیر ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ کُل بجٹ کا ستّر فیصد اگر ملٹری پر خرچ کر دیا جائے تو باقی معاملات کیلئے تیس فیصد بجٹ تو کافی نہیں ہے مع استدلال۔ احمد کو چاہیئے تھا کہ وہ زید کے استدلال کو پرکھتا احمد نے اپنا مقدمہ قائم کر دیا کہ اصل میں زید کا مقصد محکمہِ دفاع کو کمزور کرنا ہے تاکہ دشمن آسانی سے ہماری سرحدوں پر قبضہ کر لے وغیرہ وغیرہ۔ کسی کے استدلال کو اپنے معانی دینا یا کسی کے منہ میں اپنی بات رکھنا دراصل مغالطہ بیان خود ساختہ بطورِ استدلال ہے۔

☆☆☆☆☆

بارہواں مغالطہ

The Twelfth Fallacy

مغالطہ مشاہدہ کُلی وجزوی بطورِ استدلال

Composition and Division Fallacy

بہت ہی عام منطقی مغالطہ ہے۔ایک شخص جب کسی ایک نظریہ یا شخصیت کے کسی ایک پہلو کو نظر انداز کرکے باقی تمام پہلوؤں کو بطورِ استدلال پیش کرتا ہے تو یہ مغالطہ مشاہدہِ کُلی بطورِ استدلال یعنی Fallacy of Composition کہلاتا ہے۔اس کے برعکس جب کوئی کسی ایک نظریہ یا شخصیت کے کسی ایک پہلو کو پرکھ کر باقی تمام پہلوؤں کو نظرانداز کرکے استدلال قائم کرتا ہے کہ وہ فکر یا شخصیت کُلی طور پر صحیح یا غلط ہے تو یہ مغالطہ مشاہدہِ جزوی بورِ استدلال Fallacy of Division ہے۔مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ چونکہ احمد پانچ وقت کا نمازی ہے۔جھوٹ نہیں بولتا۔دھوکہ نہیں دیتا۔کسی کا حق نہیں کھاتا وغیرہ وغیرہ اس لئے وہ نیک انسان ہے جبکہ زید نے یہ نہیں بتایا کہ احمد سگریٹ بھی پیتا ہے تو اِن تمام مذکورہ کاموں کے کرنے سے احمد کا سگریٹ پینا نیکی نہیں بن جاتی۔یہ مغالطہ مشاہدہِ کُلی بطورِ استدلال ہے۔اس کے برعکس زید نے مقدمہ قائم کیا کہ چونکہ احمد سگریٹ پیتا ہے اِس لئے وہ نیک انسان نہیں ہے حالانکہ احمد میں اور بہت سی خوبیاں موجود ہیں۔یہ مغالطہ مشاہدہِ جزوی بطورِ استدلال ہے۔

☆☆☆☆☆

تیرہواں مغالطہ

The Thirteenth Fallacy

مغالطہ نتائج غیر متعلقہ بطورِ استدلال

Slippery Slope Fallacy

درج بالا منطقی مغالطہ ایک خالص علمی نوعیت کا منطقی مغالطہ ہے۔عموماً شاطر علماء اس منطقی مغالطہ کی بنیاد پر استدلال قائم کر کے مخاطب کو زیر کر لیتے ہیں۔مذہب اور فلسفہ کے مباحث میں یہ منطقی مغالطہ شاطر علماء اور متکلمین کا ایک بہت اہم منطقی ہتھیار رہا ہے۔ایک شخص مقدمہ قائم کرتا ہے پھر استدلال پیش کرتا ہے اور اب دلچسپ اور نہایت شاطرانہ نکتہ یہ ہے کہ اُس شخص کے استدلال سے ماحصل یعنی Conclusion بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔پس ایسے شاطرانہ کلام کو مغالطہ نتائج غیر متعلقہ بطورِ استدلال کہتے ہیں۔مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ کائنات چونکہ مسلسل تغیر کے عمل سے گزر رہی ہے اس لئے یہ تخلیق نہیں ہو سکتی۔زید کا استدلال کائنات کا تغیر ہے جبکہ ماحصل نکل آیا کہ کائنات تخلیق نہیں ہے۔کائنات تخلیق نہیں ہے یہ الگ سے ایک مقدمہ ہے نا کہ مذکورہ مقدمہ کا ماحصل۔چونکہ یہ ایک خاص علمی منطقی مغالطہ ہے اس لئے اس کو پکڑ لینا عام آدمی کا کام نہیں۔

☆☆☆☆☆

چودھواں مغالطہ

The Fourteenth Fallacy

مغالطہ کشمکش غیر متعلقہ بطورِ استدلال

False Dilemma Fallacy

یہ بھی ایک خاص منطقی مغالطہ ہے جو علمی بحث کے دوران بطورِ استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ ایک شخص دو نسبتوں پر ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر اُن دو نسبتوں میں سے بطورِ استدلال مخاطب کو کسی ایک نسبت کا پابند کر دیتا ہے۔ اِسے مغالطہ کشمکش غیر متعلقہ بطورِ استدلال کہتے ہیں۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ احمد نہ تو مذہب پر یقین رکھتا اور نہ ہی سائنس پر اِس لئے احمد وہم پرست ہے۔ یعنی زید احمد کو پابند کر رہا ہے کہ وہ مذہب یا سائنس میں سے ایک کے نظریات سے متعلق ہو۔ یہ ایک مباحثانہ چال ہے جسے منطق میں مغالطہ کشمکش غیر متعلقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

پندرہواں مغالطہ

The Fifteenth Fallacy

مغالطہ ما بینیہ بطورِ استدلال

Middle Ground Fallacy

یہ ایک خاص منطقی مغالطہ ہے جسے منصف مزاج لوگ عموماً بطورِ استدلال پیش کرتے رہتے ہیں۔ایک شخص ایک نسبت کی بنیاد پر ایک مقدمہ قائم کرتا ہے تو دوسرا شخص دوسری نسبت کی بنیاد پر ایک مقدمہ قائم کرلیتا ہے پھر درمیان میں ایک تیسرا شخص اِن دونوں مدعین کو ایک درمیانی سہولت دے دیتا ہے کہ وہ اُن دونسبتوں کو ترک کرکے ایک تیسری نسبت کے قائل ہو جائیں۔ یہ بظاہر بہت عمدہ لیکن منطق کے لحاظ نہایت مضحکہ خیز منطقی مغالطہ ہے۔مثلاً زید ایک مقدمہ قائم کرتا ہے کہ بکریاں اُڑتی ہیں جبکہ احمد کا مقدمہ ہے کہ بکریاں نہیں اُڑسکتیں۔درمیان میں علی نے مقدمہ قائم کرلیا کہ دیکھو زید تم ٹھیک کہتے ہو کہ بکریاں نہیں اُڑسکتیں اور احمد تم بھی ٹھیک کہتے ہو کہ بکریاں اُڑسکتی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ تمام بکریاں نہیں بلکہ کچھ خاص بکریاں اُڑسکتی ہیں جبکہ بکری کے وجود کی جوہری صفت یہ ہے کہ وہ اُڑ نہیں سکتی۔چنانچہ اِس مضحکہ خیز استدلال کو مغالطہ ما بینیہ بطورِ استدلال کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سولھواں مغالطہ

The Sixteenth Fallacy

مغالطہ ابہام داخلیہ بطورِ استدلال

Ambiguity Fallacy

یہ بہت خاص منطقی مغالطہ ہے جو اکثر علمائے لغت و اَدب اور متکلمین اپنے مقدمات میں بطورِ استدلال پیش کرتے رہتے ہیں۔ ایک شخص ایک خاص اصطلاح کے ایک خاص معانی کی بنیاد پر اپنا مقدمہ پیش کرتا ہے پھر جب مخاطب اُس شخص سے اُس خاص اصطلاح کی وضاحت بطورِ استدلال طلب کرتا ہے تو استدلال میں وہ شخص اُس اصطلاح کے معانی بدل لیتا ہے۔ یوں کلام میں ایک دقت آمیز ابہام پیدا ہو جاتا ہے جسے منطق کی اصطلاح میں مغالطہ ابہام داخلیہ بطورِ استدلال کہتے ہیں۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ میں بینک (مالیاتی ادارہ) میں کام کرتا ہوں پھر زید نے بطورِ استدلال بینک یعنی مالیاتی ادارے کو بینک یعنی" دریا کے کنارے" سے بدل دیا کہ میرا استدلال یہ ہے کہ میں دریا کے کنارے کام کرتا ہوں۔ عموماً ذہین لوگ منطق کے اِسی جھول سے ایک تگڑا مقدمہ قائم کر کے مخاطبین کو ذہنی طور پر مطمئن کر لیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

سترہواں مغالطہ

The Seventeenth Fallacy

مغالطہ طلب استدلال بطورِ استدلال

Burden of Proof Fallacy

یہ ایک خاص منطقی مغالطہ ہے جو اکثر ذہین لوگ مقدمات قائم کرتے وقت اِسے بطورِ استدلال پیش کرتے ہیں۔ایک شخص ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر استدلال قائم کرنے کی بجائے خود استدلال طلب کرنے لگتا ہے۔منطق کی اصطلاح میں ایسی شاطرانہ چال کو مغالطہ طلب استدلال بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ پریوں کا کوئی وجود نہیں ہے چنانچہ جب زید سے دلیل طلب کی گئی تو زید بجائے استدلال پیش کرنے کے مخاطب سے خود دلیل کا مطالبہ کر بیٹھا کہ آپ دلیل دیں کہ پریوں کا وجود ہے۔ یہ ایک غلط منطقی چال ہے جس کے ذریعے مقدمہ قائم کرنے والا استدلال سے جان چھڑا کر یہ ذمہ داری مخاطب پر ڈال دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اٹھارہواں مغالطہ

The Eighteenth Fallacy

مغالطہ تصویب ذاتی بطورِ استدلال

Cherry Picking Fallacy

یہ ایک شاطرانہ منطقی مغالطہ ہے جس کی عموماً عام لوگ گرفت نہیں کر سکتے۔ علماء چونکہ کلام کے ماہر ہوتے ہیں اِس لئے وہ جانتے ہیں کہ کہاں پر اور کس منطقی مغالطہ کو بروئے کار لا کر مخاطبین کو مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ ایک شخص نے ایک مقدمہ قائم کیا کہ دنیا کی تمام کامیابیاں صرف محنت کے ذریعے سے ممکن ہیں اور جب دلیل طلب کی گئی تو اُس شخص نے چند نامور اَرب پتیوں کے نام گنوا دیئے کہ یہ سب لوگ محنت کر کے اَرب پتی بنے جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ایک غریب پوری زندگی مسلسل محنت کرنے کے باوجود بھی اَرب پتی تو ایک طرف بُرے وقت کیلئے معقول رقم بھی جمع نہیں کر پاتا۔ چنانچہ کمال مہارت سے ایسی غلط بیانی کو منطق کی اصطلاح میں مغالطہ تصویب ذاتی بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ سارا کھیل ہی محنت کا ہے جب دلیل طلب کی گئی تو زید نے استدلال قائم کیا کہ بل گیٹس، جیف بزاز، جیک ما اور مکیش امبانی محنت کر کے امیر ہوئے ہیں اِس لئے امیر ہونے کیلئے صرف محنت ہی شرط ہے جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ایک درزی، ایک بڑھئی، ایک ریڑھابان اور ایک بھُٹہ فروش دن میں دس گھنٹے مسلسل کام کرنے کے باوجود بھی اَمیر نہ بن سکے۔ زید نے یہاں صرف اپنی پسند کے چند امیروں کو محنت سے نسبت دے کر ایک غلط استدلال قائم کر لیا۔

☆☆☆☆☆

اُنیسواں مغالطہ

The Nineteenth Fallacy

مغالطہ ذو معیار بطورِ استدلال

Special Pleading Fallacy

یہ ایک خاص مباحثانہ منطقی مغالطہ ہے جو اکثر دقیق علمی مباحث میں بطورِ استدلال پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مغالطہ عموماً دوہرے معیار پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک شخص مقدمہ قائم کرنے کے بعد جو استدلال پیش کرتا ہے وہی استدلال مخاطب کیلئے مسترد کردیتا ہے۔ ایسے دوہرے معیار کے کلام کو منطق کی اصطلاح میں مغالطہ ذو معیار بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔ مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ انڈہ ہی مرغی کی اصل ہے جبکہ احمد نے مقدمہ پیش کیا کہ مرغی ہی اصل ہے۔ زید سے استدلال طلب کیا گیا تو زید نے کہا کہ انڈہ خود بخود پیدا ہوسکتا ہے لیکن مرغی نہیں جبکہ احمد کا استدلال یہ ہے کہ جب انڈہ خود بخود پیدا ہوسکتا تو پھر مرغی خود پیدا کیوں نہیں پیدا سکتی۔ پس زید کا یہی دوہرا معیار منطق کی اصطلاح میں مغالطہ ذو معیار بطورِ استدلال کہلاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بیسواں مغالطہ

The Twentieth Fallacy

مغالطہ غدر یہ بطورِ استدلال

Tu Quoque Fallacy

ایک بہت عام منطقی مغالطہ جسے ہم عموماً گفتگو میں بطورِ استدلال پیش کرتے رہتے ہیں۔ایک شخص ایک مقدمہ قائم کرتا ہے پھر بطورِ دلیل مخاطب کوکسی فکر یا عمل کے متعلق کوئی خبر دیتا ہےلیکن مخاطب جواب میں اُس فکر یا عمل کا حوالہ دیتا ہے جو مذکورہ فکر کے خلاف ہوتا ہے۔ اِسی منطقی سرکشی کو مغالطہ غدر یہ بطورِ استدلال کہا جاتا ہے۔مثلاً زید نے مقدمہ قائم کیا کہ موٹاپا صحت کیلئے اچھا نہیں ہے اِس لئے اس سے جان چھڑانا ضروری ہے۔احمد نے زید کو جواب دیا کہ آپ خود بھی تو موٹے ہیں۔پس ایسی غلط جوابدہی منطقی مغالطہ بن جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆



سید المجاذیب خواجہ نعمان نیئرؔ کلاچوی صوبہ خیبر پختونخواہ کی ایک دور اُفتادہ تحصیل کلاچی کے باسی ہیں۔ آپ ایک جامع العلوم شخصیت ہیں۔ آپ بیک وقت مذاہبِ عالم، علم الکلام و فلسفہ، شعر و اَدب، صحافت و بلاغت، معاشرت و سیاست، نفسیات و روحانیات اور رقص و موسیقی پر گہری گرفت رکھتے ہیں۔ آپ ایک طویل عرصے سے مسلسل گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور دریں اثناء علمی و تحقیقی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ ماڈرن فلاسفی اور علمِ نفسیات پر آپ کا علمی کام اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ چھ کتابوں "عشق کی سائنس"، "تصوف کی ڈکشنری"، "صراطِ دانش"، "سوزِ نہاں"، "قبیلہ نور احمد خیل" اور " Trek to Intellect " کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر کئی مقالات و علمی شذرات کے بھی مؤلف و مصنف ہیں۔ زیرِ نظر تالیف بھی آپ ہی کی علمی و تحقیقی جہد کا ماحصل ہے۔